ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۂ آل عمران (مسلسل)

آیات ۱۲۱ تا ۱۲۳

﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾
اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾﴾

غ د و

غَدَا (ن) غُدُوًّا : صبح سویرے نکلنا' سویرے پہنچنا۔ (آیت زیر مطالعہ)

اُغْدُ (فعل امر) : تو سویرے نکل۔ ﴿اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ﴾ (القلم:۲۲) ''کہ تم لوگ صبح سویرے پہنچو اپنی کھیتی پر۔''

غَدَاةٌ ج غُدُوٌّ: صبح سویرے کا وقت۔ ﴿الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ﴾ (الکہف:۲۸) ''وہ لوگ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح کو اور شام کو۔'' ﴿يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾﴾ (النور) ''وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں اس کی اس میں صبحوں اور شاموں کو۔''

غَدٌ: آنے والی صبح یا دن (۱) آنے والا کل (۲) آنے والا قیامت کا دن۔ ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ (الکہف) ''تم ہرگز مت کہنا کسی چیز کے لیے کہ میں کرنے والا ہوں اسے کل' سوائے اس کے کہ اگر چاہا اللہ نے۔'' ﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (الحشر:۱۸) ''اور چاہیے کہ دیکھے ہر جان اس کو جو اس نے آگے بھیجا قیامت کے دن کے لیے۔''

غَدِیَ (س) غَدًا و غَدَاءً :صبح کا ناشتہ کرنا یا دوپہر کا کھانا کھانا۔

غَدَاءٌ (اسم ذات) : صبح کا ناشتہ یا دوپہر کا کھانا۔ ﴿قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا﴾ (الکھف:٦٢) ''انہوں نے کہا اپنے خادم سے تو دے ہم کو ہمارا ناشتہ۔''

ھ م م

هَمَّ (ن) هَمًّا : پختہ ارادہ کرنا' ہمت کرنا۔ (آیت زیر مطالعہ)

اَهَمَّ (افعال) اِهْمَامًا : بے چین کرنا۔ ﴿وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ (آل عمران:١٥٤) ''اور ایک جماعت ہے' بے چین کیا ہے جن کو ان کی جانوں نے۔''

ف ش ل

فَشِلَ (س) فَشَلًا : بزدلی دکھانا' ہمت ہارنا۔

و ك ل

وَكَلَ (ض) وَكْلًا : اپنا کام کسی کے سپرد کرنا' سونپنا۔

وَكِيْلٌ (فَعِيْلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں) : سپرد کیا ہوا' سونپا ہوا یعنی نگہبان' کارساز۔ ﴿وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾﴾ (الانعام) ''اور آپ ان کے نگہبان نہیں ہیں۔'' ﴿وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾﴾ (الانعام) ''اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔''

وَكَّلَ (تفعیل) تَوْكِيْلًا: کسی کو نگہبان مقرر کرنا۔ ﴿يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾ (السجدۃ:١١) ''موت دیتا ہے تم لوگوں کو موت کا فرشتہ جس کو نگہبان مقرر کیا گیا تمہارا۔''

تَوَكَّلَ (تفعل) تَوَكُّلًا : قرآن مجید میں ''عَلٰی'' کے صلے کے ساتھ آیا ہے جس کے معنی ہیں کسی پر بھروسہ کرنا۔ ﴿اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ﴾ (ھود:٥٦) ''بے شک میں بھروسہ کرتا ہوں اللہ پر۔''

مُتَوَكِّلٌ (اسم فاعل) : بھروسہ کرنے والا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾﴾ (آل عمران) ''بے شک اللہ پسند کرتا ہے بھروسہ کرنے والوں کو۔''

ترکیب : ''غَدَوْتَ'' اور ''تُبَوِّئُ'' کا فاعل ان میں ''تَ'' اور ''اَنْتَ'' کی ضمائر ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہیں۔ ''تُبَوِّئُ'' سے پہلے ''وَاِذْ'' محذوف ہے اور اس کا مفعولِ اوّل ''الْمُؤْمِنِيْنَ'' ہے اور ''مَقَاعِدَ'' مفعولِ ثانی ہے۔ ''اَنْ'' کی وجہ سے ''تَفْشَلَانِ'' کا نون گرا ہوا ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ : اور جب	غَدَوْتَ : آپ نکلے صبح کے وقت
مِنْ اَهْلِكَ : اپنے گھر والوں سے	تُبَوِّئُ : (اور جب) آپ ٹھکانہ دیتے تھے
الْمُؤْمِنِيْنَ : مؤمنوں کو	مَقَاعِدَ : بیٹھنے کی جگہوں میں

لِلْقِتَالِ : جنگ کے لیے | وَاللّٰہُ : اور اللہ
سَمِیْعٌ : سننے والا ہے | عَلِیْمٌ : جاننے والا ہے
اِذْ : جب | ھَمَّتْ : ارادہ کیا
طَّآئِفَتٰنِ : دو جماعتوں نے | مِنْکُمْ : تم میں سے
اَنْ : کہ | تَفْشَلَا : وہ دونوں ہمت ہاریں
وَ : حالانکہ | اللّٰہُ : اللہ
وَلِیُّھُمَا : ان کا پشت پناہ تھا | وَعَلَی اللّٰہِ : اور اللہ پر ہی
فَلْیَتَوَکَّلِ : چاہیے کہ بھروسہ کریں | الْمُؤْمِنُوْنَ : ایمان لانے والے
وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ : اور مدد کر چکا ہے تمہاری | اللّٰہُ : اللہ
بِبَدْرٍ : بدر میں | وَّ : حالانکہ
اَنْتُمْ : تم لوگ | اَذِلَّۃٌ : نرم (چارہ) تھے
فَاتَّقُوْا : پس تم لوگ تقویٰ اختیار کرو | اللّٰہَ : اللہ کا
لَعَلَّکُمْ : شاید کہ تم لوگ | تَشْکُرُوْنَ : شکر ادا کرو

نوٹ : یہاں سے اب جنگ اُحد پر تبصرہ شروع ہو رہا ہے۔ اور یہاں جن دو گروہوں کی طرف اشارہ ہے وہ قبیلۂ خزرج کے بنو سلمہ اور قبیلۂ اوس کے بنو حارثہ ہیں۔ منافقوں کی شرارت کی وجہ سے ان میں کچھ کم ہمتی پیدا ہوئی تھی لیکن پھر وہ سنبھل گئے۔ (تدبر قرآن)

آیات ۱۲۴ تا ۱۲۷

﴿اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓی ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِہٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْ یَکْبِتَھُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ ﴿۱۲۷﴾﴾

ف و ر

فَارَ (ن) فَوْرًا : جوش مارنا' اُبلنا۔ ﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ (ھود: ۴۰) ''اور اُبلا تنور۔''

فَوْرٌ (اسم ذات بھی ہے): جوش' اُبال۔ (آیت زیر مطالعہ)

ط ر ف

طَرَفَ (ض) طَرْفًا : کسی کو کسی چیز کے کنارے پر کرنا۔

طَرْفٌ (اسم ذات بھی ہے) : (۱) کسی چیز کا کنارہ' پہلو۔ (۲) آنکھ کی پلک۔ ﴿قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ﴾ (النمل: ٤٠) ''قبل اس کے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی پلک۔''

ك ب ت

كَبَتَ (ض) كَبْتًا : کسی کو ذلیل کرنا۔ (آیت زیر مطالعہ)

خ ی ب

خَابَ (ض) خَيْبَةً: مقصد میں ناکام ہونا' نامراد ہونا۔ ﴿وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴾ (ابرٰھیم) ''اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش ہٹ دھرم۔''

خَائِبٌ (اسم الفاعل) : نامراد ہونے والا۔ (آیت زیر مطالعہ)

ترکیب: ''كُمْ'' کی ضمیر ''يَكْفِيَ'' کا مفعول ہے اور آگے ''اَنْ يُمِدَّ'' سے ''مُنْزَلِيْنَ'' تک پورا فقرہ اس کا فاعل ہے۔ ''مُنْزَلِيْنَ'' اگر ''مَلٰٓئِكَةِ'' کی صفت ہوتا تو پھر ''اَلْمُنْزَلِيْنَ'' آتا' اس لیے یہ ان کا حال ہے۔ اسی طرح ''مُسَوِّمِيْنَ'' بھی حال ہے۔ ''مَا جَعَلَهُ'' میں ''هُ'' کی ضمیر مفعولی گزشتہ بات کے لیے ہے جس میں مدد کا ذکر ہے۔ اور ''جَعَلَ'' کا مفعول ثانی ''بُشْرٰى'' ہے۔ ''بِهٖ'' کی ضمیر ''بُشْرٰى'' کے لیے ہے جو مؤنث غیر حقیقی ہے' اس لیے مذکر ضمیر بھی جائز ہے۔ ''اَلنَّصْرُ'' پر لامِ جنس ہے۔ ''لِيَقْطَعَ'' کا فاعل اس میں ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ''فَا'' سببیہ کی وجہ سے ''يَنْقَلِبُوْا'' منصوب ہوا ہے اور یہ فعل لازم ہے' اس لیے ''خَائِبِيْنَ'' اس کا مفعول نہیں ہو سکتا' بلکہ یہ اس کا حال ہے۔

ترجمہ:

اِذْ : جب	تَقُوْلُ : آپؐ کہتے تھے
لِلْمُؤْمِنِيْنَ : ایمان لانے والوں سے	اَ : کیا
لَنْ يَّكْفِيَكُمْ : ہرگز کافی نہیں ہوگا تم کو	اَنْ : (یہ) کہ
يُّمِدَّكُمْ : مدد کرے تمہاری	رَبُّكُمْ : تمہارا ربّ
بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ : تین ہزار	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ : فرشتوں سے
مُنْزَلِيْنَ : اتارے ہوئے ہوتے ہوئے	بَلٰٓى : کیوں نہیں
اِنْ : اگر	تَصْبِرُوْا : تم لوگ ثابت قدم رہو
وَتَتَّقُوْا : اور تقویٰ کرو	وَيَاْتُوْكُمْ : اور وہ آئیں تمہارے پاس
مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا : اپنے اس جوش سے	يُمْدِدْكُمْ : تو مدد کرے گا تمہاری
رَبُّكُمْ : تمہارا رب	بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ : پانچ ہزار

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ : فرشتوں سے | مُسَوِّمِيْنَ: نشان لگانے والے ہوتے ہوئے
وَمَا جَعَلَهُ : اور نہیں بنایا اس کو | اللّٰهُ : اللہ نے
اِلَّا : مگر | بُشْرٰى : ایک خوشخبری
لَكُمْ : تمہارے لیے | وَلِتَطْمَئِنَّ : اور تا کہ مطمئن ہوں
قُلُوْبُكُمْ : تمہارے دل | بِهٖ : اس سے
وَمَا النَّصْرُ: اور کسی نوع کی کوئی مدد نہیں ہے | اِلَّا : مگر
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے | الْعَزِيْزِ : جو بالادست ہے
الْحَكِيْمِ : حکمت والا ہے | لِيَقْطَعَ : تا کہ وہ کاٹے
طَرَفًا : ایک پہلو کو | مِّنَ الَّذِيْنَ : ان لوگوں سے جنہوں نے
كَفَرُوْٓا : کفر کیا | اَوْ : یا
يَكْبِتَهُمْ : وہ ذلیل کرے ان کو | فَيَنْقَلِبُوْا : نتیجتاً وہ لوگ پلٹیں
خَآئِبِيْنَ: نامراد ہونے والے ہو کر

نوٹ: آیت ۱۲۴ میں رسول اللہ ﷺ کے قول کی آیت ۱۲۵ میں اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے' اور آپؐ کے اعزاز کے طور پر فرشتوں کی تعداد بڑھا دی' لیکن یہ وضاحت بھی کر دی کہ مدد کے لیے فرشتوں کا اُترنا ثابت قدمی اور تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔ ساتھ ہی اس اصول کی وضاحت کر دی کہ مدد کی خواہ کوئی بھی نوعیت ہو اور خواہ وہ کسی کے لیے ہو' مدد بہر حال اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔

جنگِ اُحد میں مسلمانوں نے ثابت قدمی کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جس کے نتیجے میں وہ جیتی ہوئی جنگ ہار گئے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ جنگ جیتنے کے باوجود' مدینہ میں داخل ہو کر مسلمانوں کو ختم کر دینے کا حوصلہ کافروں کو نصیب نہیں ہوا۔ چنانچہ ذلیل وخوار ہو کر انہیں نامراد واپس جانا پڑا۔ یہ بھی اللہ کی مدد کا ایک انداز ہے۔

آیت ۱۲۸۔۱۲۹

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴿۱۲۹﴾﴾

ترکیب: ''شَيْءٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے اور ''لَيْسَ'' کا اسم ہے۔ ''لَكَ'' قائم مقام خبر مقدم ہے اور ''مِنَ الْاَمْرِ'' متعلق خبر ہے۔ درمیان میں یہ جملۂ معترضہ ہے' کیونکہ آگے ''يَتُوْبَ'' اور ''يُعَذِّبَ'' کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ گزشتہ آیت کے ''لِيَقْطَعَ'' اور ''اَوْ يَكْبِتَهُمْ'' پر عطف ہے۔ جملۂ معترضہ میں ''الْاَمْرِ'' پر لامِ تعریف انہی امور کے لیے ہے۔

ترجمہ:

لَيْسَ :نہیں ہے	لَكَ :آپ کے لیے
مِنَ الْاَمْرِ :اس حکم میں سے	شَیْءٌ :کوئی چیز
اَوْ :یا	يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ :وہ توبہ قبول کرے ان کی
اَوْ :یا	يُعَذِّبَهُمْ :وہ عذاب دے ان کو
فَاِنَّهُمْ :تو یقیناً وہ لوگ	ظٰلِمُوْنَ :ظلم کرنے والے (تو) ہیں
وَلِلّٰهِ :اور اللہ کے لیے ہی ہے	مَا :وہ جو
فِی السَّمٰوٰتِ :آسمانوں میں ہے	وَمَا :اور وہ جو
فِی الْاَرْضِ :زمین میں ہے	يَغْفِرُ :وہ بخشتا ہے
لِمَنْ :اسے جس کو	يَّشَآءُ :وہ چاہتا ہے
وَيُعَذِّبُ :اور وہ عذاب دیتا ہے	مَنْ :اسے جس کو
يَّشَآءُ :وہ چاہتا ہے	وَاللّٰهُ :اور اللہ
غَفُوْرٌ :غفور ہے	رَّحِيْمٌ :رحیم ہے

نوٹ: آیت ۱۲۸ میں خطاب رسول اللہ ﷺ سے ہے لیکن اس کا حکم عام ہے کہ عزت و ذلت اور فتح و شکست کے فیصلے اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے اور بلاشرکت غیرے کرتا ہے۔ ان میں کسی دوسری ہستی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۴

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱۳۰ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۱۳۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۱۳۲ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۱۳۳ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۳۴﴾

ک ظ م

كَظَمَ (ض) كَظْمًا :کسی چیز کی روانی کو روکنا' جیسے پانی' سانس یا جذبات وغیرہ روکنا۔

كَظَمَ (ض) كَظْمًا وَكُظُوْمًا غَيْظَهٗ : غصہ کو پی جانا۔

كَاظِمٌ (اسم الفاعل): روکنے والا۔ ﴿اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ﴾ (المؤمن:۱۸)

''جب دل نرخروں کے پاس ہوں گے روکنے والے ہوتے ہوئے یعنی سانس گھونٹنے والے ہوتے ہوئے۔''

مَكْظُوْمٌ (اسم المفعول) : روکا ہوا' غم زدہ۔ ﴿اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ﴾ (القلم) ''جب اُس نے پکارا اس حال میں کہ وہ غم زدہ تھا۔''

كَظِيْمٌ (فَعِيْلٌ کا وزن اسم المفعول کے معنی میں) : ہمیشہ سے غم زدہ۔ ﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ﴾ (یوسف) ''اور سفید ہوئیں انؑ کی دونوں آنکھیں غم سے اس حال میں کہ وہ مستقل غم زدہ ہیں۔''

ترکیب : ''لَا تَاْكُلُوْا'' کا مفعول ''الرِّبٰوا'' ہے۔ مرکبِ توصیفی ''اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً'' حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''مَغْفِرَةٍ'' نکرہ مخصوصہ ہے اور ''مِنْ رَّبِّكُمْ'' اس کی خصوصیت ہے۔ ''اِلٰى'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''جَنَّةٍ'' مجرور ہے اور یہ بھی نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''اَلَّذِيْنَ'' گزشتہ آیت میں ''لِلْمُتَّقِيْنَ'' پر عطف ہے اور یہ پورا جملہ ان کی صفت ہے۔ ''لِلْمُتَّقِيْنَ'' کی صفت ہونے کی وجہ سے ''اَلْكٰظِمِيْنَ'' مجرور ہے اور یہ اسم الفاعل ہے' اس کا مفعول ''اَلْغَيْظَ'' ہے۔ ''اَلْعَافِيْنَ'' بھی ''لِلْمُتَّقِيْنَ'' کی صفت ہے۔

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ : اے لوگو! جو | اٰمَنُوْا : ایمان لائے
لَا تَاْكُلُوا : تم لوگ مت کھاؤ | الرِّبٰوٓا : سود
اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً : ضرب دے کر کئی گنا کرتے ہوئے | وَاتَّقُوا : اور تقویٰ اختیار کرو
اللّٰهَ : اللہ کا | لَعَلَّكُمْ : شاید کہ تم
تُفْلِحُوْنَ : فلاح پاؤ | وَاتَّقُوا : اور تم لوگ بچو
النَّارَ الَّتِيْٓ : اس آگ سے جو | اُعِدَّتْ : تیار کی گئی
لِلْكٰفِرِيْنَ : انکار کرنے والوں کے لیے | وَاَطِيْعُوا : اور تم لوگ اطاعت کرو
اللّٰهَ : اللہ کی | وَالرَّسُوْلَ : اور اِن رسولؐ کی
لَعَلَّكُمْ : شاید کہ | تُرْحَمُوْنَ : تم لوگ رحم کیے جاؤ
وَسَارِعُوْٓا : اور تم لوگ لپکو | اِلٰى مَغْفِرَةٍ : ایک ایسی مغفرت کی طرف جو
مِّنْ رَّبِّكُمْ : تمہارے رب (کی طرف) سے ہے | وَجَنَّةٍ : اور ایک ایسی جنت کی طرف
عَرْضُهَا : جس کی چوڑائی | السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ : آسمان اور زمین ہیں

اُعِدَّتْ :وہ تیار کی گئی	لِلْمُتَّقِيْنَ :تقویٰ کرنے والوں کے لیے
الَّذِيْنَ :وہ لوگ جو	يُنْفِقُوْنَ :خرچ کرتے ہیں
فِي السَّرَّآءِ :خوشی میں	وَالضَّرَّآءِ :اور تکالیف میں
وَالْكٰظِمِيْنَ :اور جو روکنے والے ہیں	الْغَيْظَ :غیظ کو
وَالْعَافِيْنَ :اور جو درگزر کرنے والے ہیں	عَنِ النَّاسِ :لوگوں سے
وَاللّٰهُ :اور اللہ	يُحِبُّ :پسند کرتا ہے
الْمُحْسِنِيْنَ : بلاکم و کاست کام کرنے والوں کو	

آیات ۱۳۵ تا ۱۳۸

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۠
وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ
جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ
الْعٰمِلِيْنَ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ﴿۱۳۸﴾﴾

س ن ن

سَنَّ (ن) سَنًّا :کثیر المعانی لفظ ہے (۱) چھری تیز کرنا، دانت میں مسواک کرنا۔ (۲) آہستہ آہستہ پانی گرانا، گیلا کرنا۔ (۳) کوئی طریقہ اختیار کرنا، کسی طریقے کو عادت بنانا۔

مَسْنُوْنٌ (اسم المفعول) : پانی گرایا ہوا یعنی گیلا۔ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴿۲۶﴾﴾ (الحجر) ''اور ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو ایسی کھنکتی مٹی سے جو گیلے گارے سے تھی۔''

سِنٌّ (اسم ذات): دانت۔ ﴿وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ (المائدۃ:۴۵) ''اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت۔''

سُنَّةٌ ج سُنَنٌ (اسم ذات) :طریقہ، عادت۔ ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴿۶۲﴾﴾ (الاحزاب) ''اور تو ہرگز نہیں پائے گا اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی۔''

س ی ر

سَارَ (ض) سَيْرًا :چلنا، سفر کرنا۔ ﴿وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا﴿۱۰﴾﴾ (الطور) ''اور چلیں گے پہاڑ جیسا کہ چلنے کا حق ہے۔''

سِرْ ج سِيْرُوْا (فعلِ امر) :تو چل۔(آیت زیرِ مطالعہ)
سَيَّارَةٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر مؤنث) :بار بار چلنے والی۔ پھر اصطلاحاً قافلے اور قافلے والوں دونوں کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ﴾ (یوسف:۱۹) ''اور آیا ایک قافلہ۔'' ﴿وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ج﴾ (المائدۃ:۹۶) ''اور اس کا کھانا ایک سامان ہے تمہارے لیے اور قافلے والوں کے لیے۔''
سِيْرَةٌ :طور طریقہ، خصلت۔ ﴿سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾﴾ (طٰہٰ) ''ہم لوٹا دیں گے اس کو اس کی پہلی خصلت پر۔''
سَيَّرَ (تفعیل) تَسْيِيْرًا : چلانا، گھمانا پھرانا۔ ﴿هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط﴾ (یونس:۲۲) ''وہی ہے جو گھماتا پھراتا ہے تم لوگوں کو خشکی میں اور سمندر میں۔''
ترکیب: ''وَالَّذِيْنَ'' گزشتہ آیت میں ''لِلْمُتَّقِيْنَ'' پر عطف ہے۔ ''فَعَلُوْا'' سے ''اَنْفُسَهُمْ'' تک ''اِذَا'' کی شرط ہے۔ ''فَاحِشَةً'' پر تائے مبالغہ ہے جیسے ''عَلَّامَةٌ'' پر ہے۔ ''ذَكَرُوْا'' اور ''فَاسْتَغْفَرُوْا'' جوابِ شرط ہیں۔ ''خٰلِدِيْنَ'' حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس سے پہلے ''هُمْ يَدْخُلُوْنَ'' محذوف ہے۔
ترجمہ:

وَالَّذِيْنَ :اور وہ لوگ جو	اِذَا :جب کبھی
فَعَلُوْا :کرتے ہیں	فَاحِشَةً :کوئی کھلی گمراہی
اَوْ ظَلَمُوْٓا :یا ظلم کرتے ہیں	اَنْفُسَهُمْ :اپنے آپ پر
ذَكَرُوا :تو وہ لوگ یاد کرتے ہیں	اللّٰهَ :اللہ کو
فَاسْتَغْفَرُوْا :پھر مغفرت چاہتے ہیں	لِذُنُوْبِهِمْ :اپنے گناہوں کی
وَمَنْ :اور کون	يَّغْفِرُ :بخشتا ہے
الذُّنُوْبَ :گناہوں کو	اِلَّا اللّٰهُ :سوائے اللہ کے
وَلَمْ يُصِرُّوْا :اور وہ ہرگز نہیں اَڑتے	عَلٰى مَا :اس پر جو
فَعَلُوْا :انہوں نے کیا	وَ :اس حال میں کہ
هُمْ :وہ لوگ	يَعْلَمُوْنَ :جانتے ہوں
اُولٰٓئِكَ :وہ لوگ ہیں	جَزَآؤُهُمْ :جن کی جزا
مَّغْفِرَةٌ :مغفرت ہے	مِّنْ رَّبِّهِمْ :ان کے ربّ (کی طرف) سے
وَجَنّٰتٌ :اور ایسے باغات ہیں	تَجْرِيْ :بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا :جن کے نیچے سے	الْاَنْهٰرُ :نہریں

خٰلِدِیْنَ :(وہ لوگ داخل ہوں گے) ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے | فِیْھَا :ان میں

وَنِعْمَ :اور کیا ہی اچھا ہے | اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ:عمل کرنے والوں کا اجر

قَدْ خَلَتْ :گزرے ہیں | مِنْ قَبْلِکُمْ :تم لوگوں سے پہلے

سُنَنٌ: کچھ طریقے | فَسِیْرُوْا :تو تم لوگ چلو پھرو

فِی الْاَرْضِ :زمین میں | فَانْظُرُوْا :پھر دیکھو

کَیْفَ :کیسا | کَانَ :تھا

عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ: جھٹلانے والوں کا انجام | ھٰذَا :یہ

بَیَانٌ :ایک خطبہ ہے | لِّلنَّاسِ :لوگوں کے لیے

وَھُدًی :اور ہدایت ہے | وَّمَوْعِظَۃٌ:اور ایک نصیحت ہے

لِّلْمُتَّقِیْنَ :تقویٰ کرنے والوں کے لیے

آیات ۱۳۹ تا ۱۴۳

﴿وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝۱۳۹ اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ
فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ ؕ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ ۚ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْکُمْ شُھَدَآءَ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۴۰ وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَیَمْحَقَ الْکٰفِرِیْنَ۝۱۴۱ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ
جٰھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ۝۱۴۲ وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْہُ ۠
فَقَدْ رَاَیْتُمُوْہُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۝۱۴۳﴾

و ھ ن

وَھَنَ (ض) وَھْنًا :(۱) جسمانی طور پر کمزور ہونا' سست ہونا۔ (۲) ارادہ اور ہمت کا کمزور ہونا' ہمت ہارنا۔ ﴿وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ﴾ (مریم:٤) ''کمزور ہوئی ہڈی مجھ سے یعنی میری۔'' ﴿فَمَا وَھَنُوْا لِمَا اَصَابَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ (آل عمران:١٤٦) ''تو وہ لوگ ہمت نہیں ہارے اس سے جو مصیبت آئی انہیں اللہ کی راہ میں۔''

وَھْنٌ (اسم ذات) : کمزوری' تکلیف۔ ﴿حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ﴾ (لقمٰن:١٤) ''اٹھایا اس کو اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف میں ہوتے ہوئے۔''

اَوْھَنَ (افعال) اِیْھَانًا: کمزور کرنا۔

مُوْهِنٌ (اسم الفاعل): کمزور کرنے والا۔ ﴿وَاَنَّ اللّٰہَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ﴾ (الانفال) ''اور یہ کہ اللہ کافروں کے داؤں کو کمزور کرنے والا ہے۔''

ق ر ح

قَرَحَ (ف) قَرْحًا: زخمی کرنا۔

قَرْحٌ (اسم ذات): زخم' چرکا۔ (آیت زیر مطالعہ)

د و ل

دَالَ (ن) دَوْلًا' دُوْلَةً اور دَوْلَةً: زمانے کا ادل بدل ہونا۔ یعنی جو حالت آج ایک کی ہے وہ کل دوسرے کی ہو جائے اور دوسرے کی حالت پہلے کی ہو جائے' کسی چیز کا گردش میں ہونا۔ ﴿كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ﴾ (الحشر:۷) ''تاکہ وہ نہ ہو گردش میں تم میں سے غنی لوگوں کے مابین۔''

دَاوَلَ (مفاعلہ) مُدَاوَلَةً: ادل بدل کرنا' گردش دینا۔ (آیت زیر مطالعہ)

م ح ص

مَحَصَ (ف) مَحْصًا: کسی چیز کو کرید کر اس کے ناپسندیدہ اجزا کو الگ کرنا' کسی چیز کو نکھارنا۔

مَحَّصَ (تفعیل) تَمْحِیْصًا: بتدریج نکھارنا' کثرت سے یعنی بالکل نکھار دینا۔ (آیت زیر مطالعہ)

ترکیب: ''اَعْلَوْنَ'' افعل التفضیل ''اَعْلٰی'' کی جمع ہے۔ ''اَفْعَلُ'' کے وزن پر یہ ''اَعْلَیُ'' بنتا ہے جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر ''اَعْلٰی'' استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع ''اَفْعَلُوْنَ'' کے وزن پر ''اَعْلَیُوْنَ'' بنتی ہے جو قاعدے کے مطابق ''اَعْلَوْنَ'' استعمال ہوتی ہے۔ ''اَلْقَوْمَ'' پر لام تعریف ہے۔ ''لِیُمَحِّصَ'' کے لام ''کَیْ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''یُمْحَقَ'' منصوب ہے۔ ''لَمَّا'' جازمہ ہے اس لیے ''یَعْلَمِ'' دراصل ''یَعْلَمْ'' ہے۔ آگے ملانے کے لیے اسے کسرہ دی گئی ہے۔ جبکہ ''وَیَعْلَمَ'' کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ گزشتہ آیت کے لام ''کَیْ'' پر عطف ہے۔ ''تَلْقَوْهُ'' اور ''رَاَیْتُمُوْهُ'' کی ضمیر مفعولی ''اَلْمَوْتَ'' کے لیے ہیں۔

ترجمہ:

وَلَا تَهِنُوْا: اور تم لوگ ہمت مت ہارو	وَلَا تَحْزَنُوْا: اور تم لوگ غمگین مت ہو
وَ: اس حال میں کہ	اَنْتُمُ: تم لوگ
الْاَعْلَوْنَ: برتر ہو	اِنْ كُنْتُمْ: اگر تم لوگ
مُّؤْمِنِیْنَ: ایمان لانے والے ہو	اِنْ یَّمْسَسْكُمْ: اگر لگا تم لوگوں کو
قَرْحٌ: کوئی چرکا	فَقَدْ مَسَّ: تو لگ چکا ہے
الْقَوْمَ: اس قوم کو	قَرْحٌ: ایک چرکا

مِّثْلُهٗ :اس کے جیسا

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ :اور یہ دن'

نُدَاوِلُهَا :ہم گردش دیتے ہیں ان کو

بَيْنَ النَّاسِ :لوگوں کے درمیان

وَلِيَعْلَمَ :اور (یہ اس لیے) کہ جان لے

اللّٰهُ :اللہ

الَّذِيْنَ :ان لوگوں کو جو

اٰمَنُوْا :ایمان لائے

وَيَتَّخِذَ :اور تا کہ وہ بنائے

مِنْكُمْ :تم میں سے

شُهَدَآءَ :گواہ

وَاللّٰهُ :اور اللہ

لَا يُحِبُّ :پسند نہیں کرتا

الظّٰلِمِيْنَ :ظالموں کو

وَلِيُمَحِّصَ :اور (اس لیے) کہ نکھار دے

اللّٰهُ :اللہ

الَّذِيْنَ :ان لوگوں کو جو

اٰمَنُوْا :ایمان لائے

وَيَمْحَقَ :اور تا کہ وہ گھٹائے

الْكٰفِرِيْنَ :کافروں کو

اَمْ حَسِبْتُمْ :کیا تم لوگوں نے خیال کیا

اَنْ تَدْخُلُوا :کہ تم لوگ داخل ہو گے

الْجَنَّةَ :جنت میں

وَ :حالانکہ

لَمَّا يَعْلَمِ :ابھی تک نہیں جانا

اللّٰهُ :اللہ نے

الَّذِيْنَ :ان لوگوں کو جنہوں نے

جٰهَدُوْا :جدوجہد کی

مِنْكُمْ :تم میں سے

وَيَعْلَمَ :اور تا کہ وہ جان لے

الصّٰبِرِيْنَ :ثابت قدم رہنے والوں کو

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ :اور بے شک تم لوگ تمنا کر چکے تھے

الْمَوْتَ :موت کی

مِنْ قَبْلِ :اس سے پہلے

اَنْ :کہ

تَلْقَوْهُ :تم لوگ سامنے آتے اس کے

فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ :تو تم لوگ دیکھ چکے اس کو

وَ :اس حال میں کہ

اَنْتُمْ :تم لوگ

تَنْظُرُوْنَ :آنکھوں دیکھتے ہو

نوٹ: آیت ۱۴۰ میں ایام کو گردش دینے کا ایک مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ ہم میں سے کون سچ مچ ایمان لایا ہے۔ پھر آیت ۱۴۲ میں ایک دوسرے پیرائے میں اس کا اعادہ کیا گیا کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ یہ نہ جان لے کہ کس نے اس کی راہ میں جدوجہد کی اور کون ثابت قدم رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے' پھر اس کے جان لینے کا کیا مطلب ہے۔ اس بات کو سمجھ لیں۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کے لیے عالم الغیب کے الفاظ آئے ہیں' حالانکہ اللہ کے

لیے تو غیب ہے ہی نہیں' اس کے لیے تو ہر چیز ہر لحہ الشہادۃ ہے۔ اس لیے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے عالم الغیب کے الفاظ کا استعمال ہماری نسبت سے کیا جاتا ہے' یعنی اللہ تعالیٰ اس کا بھی جاننے والا ہے جو ہمارے لیے غیب ہے۔ اسی طرح سے آیات زیر مطالعہ میں اور قرآن مجید میں دیگر مقامات پر' جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جان لینے کے الفاظ آئے ہیں' وہ ہماری نسبت سے ہیں اور ان کا مطلب یہ ہے کہ جس بات کو ہم نہیں جانتے انہیں اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے' کھول دے یا ریکارڈ پر لے آئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کے کچھ ظاہری اقوال یعنی دعوے اور وعدے ہوتے ہیں اور کچھ ظاہری اعمال ہوتے ہیں' لیکن ان کے پیچھے کچھ باطنی کیفیات بھی ہوتی ہیں جن سے وہ شخص خود بھی اکثر اوقات پوری طرح باخبر نہیں ہوتا' لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ قیامت میں فیصلہ کرتے وقت وہ اقوال و اعمال بھی شامل کیے جائیں گے جو ریکارڈ پر آئے اور ان کو مٹایا نہیں گیا' یعنی عفو کی درخواست نہیں کی گئی۔ لیکن ان کے ساتھ باطنی کیفیات بھی شامل کی جائیں گی۔ اسی لیے بتا دیا کہ جب لوگوں کو قبروں سے نکالا جائے گا تو جو کچھ ان کے سینوں یعنی جی میں تھا وہ بھی حاصل کر لیا جائے گا۔ (العدیت:۹'۱۰)

باطنی کیفیات کن عناصر پر مشتمل ہوتی ہیں ان کی وضاحت بہت مشکل ہے اور انسان کے تمام جذبات و احساسات کو الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں ہے۔ لیکن قرآن اور حدیث میں دو ایسے عناصر کی راہنمائی موجود ہے جو انسانی ذہن کی گرفت میں آ سکتے ہیں۔ ایک انسان کا حقیقی نظریہ اور عقیدہ جو بعض اوقات اس کے ظاہر سے مختلف ہوتا ہے اور دوسرے اس کی نیت۔

باطنی کیفیات کی اصل ضرورت تو آخرت میں پڑے گی لیکن کبھی کسی فرد یا کسی اجتماعیت کے مفاد کا تقاضا ہوتا ہے کہ ان کی باطنی کیفیات میں سے کسی عنصر کو ظاہر کر دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جب ہماری اس ضرورت کو پورا کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لیے طریقہ کار (procedure) وہ ہے جسے ہم لوگ آزمائش کہتے ہیں۔ میدانِ اُحد میں مسلمانوں کی فتح کا شکست میں تبدیل ہو جانا بھی اسی طریقۂ کار کے تحت تھا تاکہ آئندہ مسلمان کوئی منصوبہ بندی کرتے وقت صرف افراد کی گنتی کو سامنے نہ رکھیں بلکہ ان میں باطنی کیفیات کے مختلف ہونے کی گنجائش بھی رکھیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ مردم شماری کرائی تھی' اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پہلی مردم شماری میں عورتوں اور بچوں سمیت مسلمانوں کی کل تعداد ۵۰۰ تھی اور دوسری میں ۱۵۰۰ تھی۔

آیت ۱۴۱ میں ''مَحَّصَ'' کا ترجمہ ہم نے ''نکھارنا'' کیا ہے۔ اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ باطنی کیفیات میں اگر کہیں کوئی کمی' خامی یا کجی رہ گئی ہے تو اسے دور کر دیا جائے۔

میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے۔